تسعیر کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر افتخار احمد خان؛
شعبہ عربی، گورنمنٹ یونیورسٹی، فیصل آباد

تسعیر عربی زبان کا لفظ اور باب تفعیل سے ہے۔اس کا مادہ یعنی بنیادی حروف س، ع، ر ہیں۔ مادہ تسعیر کے متعلق ابن فارس رقم طراز ہیں:

"السین والعین والراء اصل واحد یدل علی اشتعال الشئی واتقادہ وارتفاعہ"(۱)

(عربی زبان میں) سین، عین اور راء (پر مشتمل) مادہ کسی چیز کے بھڑک اٹھنے، شعلہ زن ہونے اور بلند ہونے پر دلالت کرتا ہے)

ابن منظور الافریقی صاحب "لسان العرب" تسعیر کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

"السعر:الذی یقوم علیہ الثمن وجمعہ اسعار وقد اسعروا وسعّروا بمعنی واحد:اتفقوا علی سعر......والتسعیر تقدیر السعر"(۲)

(السعر سے مراد وہ بھاؤ ہے جس پر کسی چیز کی قیمت کا مدار ہوتا ہے اور سعر کی جمع اسعار ہے۔اس سے فعل "اسعروا" اور "سعروا" ہیں جو ایک ہی معنی پر دلالت کرتے ہیں یعنی وہ (سب لوگ) ایک بھاؤ پر متفق ہو گئے اور پھر (صیغہ تفعیل کا مصدر) التسعیر کا معنی یہ ہوگا کہ قیمت کا اندازہ لگانا)

پروفیسر منور حسین اپنی کتاب "اسلام اور جدید اقتصادی نظریات" میں تسعیر کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"تسعیر سے مراد قیمتوں، اجرتوں، کرایوں اور منافع کی شرح کا تعین کرنا ہے"(۳)

اسلام کا عمومی مزاج:

اسلامی نظام معیشت میں اس بات کو مستحسن نظروں سے دیکھا جاتا ہے کہ قیمتوں کا تعین مصنوعی طریقوں کی بجائے آزادانہ طلب ورسد کے فطری عوامل کے ذریعے ہو۔عام حالات میں حکومت کو نرخ میں مداخلت کا اختیار حاصل نہیں ہے۔کیونکہ قیمتوں پر کنٹرول کرنے سے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اس سے اشیاء پیدا کرنے والوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔خسارہ سے بچنے کے لئے تاجر اپنا مال بازار سے غائب کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں عام صارفین کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اگر کسی مخصوص صورت حال میں اسلامی ریاست مفاد عامہ کے تحفظ کیلئے تسعیر ضروری سمجھے تو اسے شرعاً ایسا کرنے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں؟

ہماری رائے میں مخصوص حالات میں ریاست کو ایسا کرنے کا اختیار حاصل ہے اور اس اختیار کی بنیاد شریعت کا یہ اصول ہے کہ ضرر کا ازالہ ضروری ہے (۴) اور اگر کسی بڑے ضرر کے ازالہ کیلئے اگر کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا ناگزیر ہو جائے جو خود مضرت کا حامل ہو مگر یہ مضرت کمتر اور چھوٹی ہو تو یہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے (۵) جن فقہاء نے تسعیر کو جائز قرار دیا ہے انہوں نے اسی اصول سے استدلال کیا ہے۔

جیسا کہ اوپر مذکور ہے کہ عام حالات میں حکومت کو نرخ میں مداخت کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ ذیل کی احادیث سے یہی حقیقت سامنے آتی ہے:

''عن ابی ھریرۃؓ ان رجلا جاء فقال:یارسول اللہﷺ سعر قال: بل ادعوثم جاء رجل فقال یارسول اللہ سعرفقال:بل اللہ یخفض ویرفع وانی لارجوان القی اللہ ولیس لاحد عندی مظلمۃ''(۶)

(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آ کر کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ (اشیاء کے) نرخ مقرر کر دیجئے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا نہیں بلکہ میں دعا کروں گا (کہ نرخ ارزاں ہو جائیں) پھر ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے بھی یہی کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ نرخ مقرر کر دیجیے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ ہی نرخ گراتا اور چڑھاتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ خدا کے حضور اس حال میں حاضر ہوں کہ میرے اوپر کسی پر ظلم کرنے کا بار نہ ہو۔

''عن انسؓ قال قال الناس یارسول اللہ غلا السعر فسعر لنا فقال رسول اللہﷺ ان اللہ ھو المسعر القابض الباسط الرازق وانی لارجوان القی اللہ لیس احد منکم یطالبنی بمظمۃ فی دم ولا مال''(۷)

(حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے یہ کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ نرخ گراں ہو گئے ہیں۔ لہذا آج ہمارے لئے نرخ مقرر کر دیجئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ہی نرخ مقرر کرنے والا، (اشیاء کی پیداوار میں) تنگی پیدا کرنے والا، فراخی پیدا کرنے والا اور رزق عطا کرنے والا ہے اور میں یہ چاہتا

ہوں کہ خدا کے حضور اس حال میں حاضر ہوں کہ تم میں سے کوئی مجھ سے کسی ظلم کا بدلہ طلب کرنے والا نہ ہو جو جان و مال کے سلسلہ میں کیا گیا ہو)

کتاب الخراج میں ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نرخ گراں ہو گئے تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ نرخ گراں ہو گئے ہیں۔لہذا آج ایک شرح مقرر کر دیجئے تا کہ ہم اسی پر جمے رہیں تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: ارزانی اور گرانی اللہ کے ہاتھ میں ہے ہمارے لئے یہ جائز نہیں کہ اللہ کے فیصلہ اور اس کے حکم سے تجاوز کریں''(۸)

''عن الحسن قال:غلاالسعرعلی عهدرسول اللهﷺفقال الناس: یارسول اللهﷺالاتسعرلنا؟فقال:ان اللهھوالمسعر،ان اللهھو القابض،ان اللهھوالباسط،وانی واللهمااعطیکم شیئاً ولا امنعکموه ولکن انماانا خازن اضع هذاالامرحیث امرت وانی لارجوان القی الله ولیس احدیطلبنی بمظلمةظلمتهااياه في نفس ولامال''(۹)

(حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نرخ گراں ہو گئے تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ ہمارے لئے نرخ مقرر نہیں کر دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے خدا ہی تنگی پیدا کرنے والا ہے، اللہ ہی فراخی پیدا کرنے والا ہے خدا کی قسم میں خود سے نہ تو تمہیں کچھ دیتا ہوں، نہ خود سے تمہیں کسی چیز سے محروم رکھتا ہوں بلکہ میں تو صرف ایک خازن ہوں جس طرح مجھے حکم دیا جاتا ہے اسی طرح اس کام کو کرتا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ خدا کے حضور اس حال میں جاؤں کہ کوئی آدمی مجھ سے کسی ایسے ظلم کا مواخذہ کرنے والا نہ ہو جو میں نے اس پر جان و مال کے سلسلہ میں کیا ہو)

عدم جواز

سابق الذکر اور اسی مضمون کی دوسری احادیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض فقہاء نے تسعیر کو مطلقاً ناجائز کہا ہے۔حنبلی اور شافعی مکتب فکر کا مسلک یہی ہے۔چنانچہ مشہور حنبلی فقیہہ ابن قدامہ المقدسی لکھتے ہیں:

قال ابن حامد:''لیس للامام ان یسعر علی الناس' بل یبیع الناس اموالھم علی مایختارون' وھذا مذھب الشافعی ''(۱۰)

(ابن حامد نے فرمایا: امام کو یہ اختیار نہیں کہ لوگوں کیلئے اشیاء کے نرخ مقرر کرے بلکہ (لوگوں میں اختیار ہونا چاہیے کہ) لوگ جیسے چاہیں اپنے اموال فروخت کریں اور یہی امام شافعیؒ کا مسلک ہے)

اس کے بعد وہی حدیث جو حضرت انسؓ سے مروی ہے اور جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ تسعیر کے بارے میں اس حدیث سے استدلال کی بنیادیں دو ہیں:

احدھما: انہ لم یسعر' وقد سالوہ ذلک ولو جاز لاجابھم الیہ''

الثانی: انہ علل بکونہ مظلمۃ' والظلم حرام ولانہ مالہ' فلم یجز منعہ من بیعہ بما تراضی علیہ المتبایعان''(۱۱)

(پہلی یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے باوجود مطالبہ کے نرخ نہیں مقرر کئے اگر ایسا کرنا جائز ہوتا تو آپ ﷺ نے ان کا مطالبہ پورا کر دیا ہوتا۔ دوسری یہ کہ آپ ﷺ نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ تسعیر ظلم ہے اور ظلم حرام ہے کیونکہ وہ (اشیاء جن کے نرخ مقرر کرنے تھے) اس فرد (یعنی تاجر) کا مال ہیں اور اسے اپنے مال کو اس قیمت پر فروخت کرنے سے روکنا جائز نہیں جس پر فریقین راضی ہوں۔

بظاہر نرخ مقرر کرنا گرانی کا سبب بھی بنے گا کیونکہ جب بیرونی علاقوں سے مال تجارت لے کر آنے والوں کو اس کی خبر ہوگی تو وہ اپنی تجارتی اشیاء لے کر ایسے علاقہ میں نہیں آئیں گے جہاں ان کو مرضی کے خلاف قیمتوں پر فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور جن مقامی تاجروں کے پاس مال ہوگا وہ اسے فروخت کی بجائے چھپا دیں گے۔ ضرورت مند افراد ان چیزوں کو طلب کریں گے اور ان کو ضرورت سے بہت کم چیزیں مل سکیں گی۔ لہذا وہ زیادہ قیمت ادا کرنے کی پیشکش کریں گے تاکہ ان مطلوبہ اشیاء کو حاصل کر سکیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ نرخ گراں ہو جائیں گے اور فریقین (خریدار اور فروخت کنندہ) کو نقصان پہنچے گا۔ اشیاء کے مالکوں کو اس وجہ سے کہ ان کو اپنے مملوکہ سامان کی فروخت سے روک دیا گیا اور خریداروں کو اس بنا پر کہ ان کو اپنی ضرورتوں کی تکمیل سے روک دیا گیا۔ لہذا ایسا کرنا حرام قرار پائے گا۔

ابن قدامہ نے تسعیر کے اس پہلو کے علاوہ کہ وہ اشیاء تجارت کے مالکوں کو ان کے شرعی مالکانہ حقوق سے ناحق محروم کرنے کے مترادف ہے۔ معاشیاتی تجزیہ کے ذریعہ اس کے ان دو مضر پہلوؤں کی بھی نشان دہی کی ہے جن پر جدید ماہرین معاشیات زور دیتے ہیں: اولاً جب جب رسد میں کمی

قیمتوں میں اضافہ کا سبب ہوتو قیمتوں پر کنٹرول سے چور بازاری (Black Marketing) رواج پاتی ہے- ثانیاً اس کا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ صارفین اپنی احتیاجات کی تشفی سے محروم رہ جاتے ہیں-

جواز کی رائے:

تسعیر کی ممانعت کی تحقیق کے متعلق ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی لکھتے ہیں:

''اس باب میں نبی کریم ﷺ سے جو احادیث مروی ہیں ان کے صحیح فہم کیلئے ان حالات کی تحقیق ضروری ہے جن میں آپ ﷺ سے نرخ مقرر کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا- مذکورہ بالا روایتیں صرف اتنا بتاتی ہیں کہ نرخ گراں ہو گئے تھے- اس گرانی کا سبب نہیں بتاتیں لیکن ہمیں یہ معلوم ہے کہ مدینہ میں غذائی اجناس زیادہ تر باہر سے درآمد کی جاتی تھیں- مقامی پیداوار شہر کی ضروریات کیلئے کافی نہ تھی- بالخصوص ایسی صورت حال میں کہ مہاجرین کی آمد کے سبب شہر کی آبادی میں اضافہ بھی ہو رہا تھا اگر غلہ باہر سے ہی گراں نرخ پر آ رہا ہوتو مقامی تاجروں کو کسی کمتر نرخ کا پابند بنا دینا بلاشبہ ظلم ہوتا اور اس سے وہ مضرتیں بھی نمودار ہوتی جن کا ابن قدامہ نے ذکر کیا ہے اور ان روایات سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ تاجروں کے احتکار اور بے جا نفع اندوزی کے سبب نرخ گراں ہوئے لیکن نبی اکرم ﷺ نے اس صورت حال میں بھی نرخ مقرر کرنے سے انکار فرما دیا- ظاہر ہے کہ نرخ کی گرانی کی یہ شکل اپنی نوعیت کے اعتبار سے مذکورہ بالا شکل سے بالکل مختلف ہے اور اس مخصوص شکل کے حکم کو اس شکل پر منطبق کرنا درست نہیں قرار دیا جا سکتا- آپ ﷺ کے ارشادات میں اس بات کی طرف اشارہ موجود ہے کہ اس وقت گرانی کے اسباب قدرتی تھے- ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس موقع پر نبی اکرم ﷺ سے نرخ مقرر کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا وہ قحط کا موقع تھا ظاہر ہے کہ جب قحط کے سبب اجناس کی پیداوار اور مدینہ کے بازار میں ان کی رسد قدرتی طور پر کم ہوگئی ہو اور خود کاشتکار اور باہر سے مال لے کر مدینہ آنے والے نرخ بڑھانے پر مجبور ہوں تو مقامی تاجروں سے کم نرخ پر فروخت کرنے کا مطالبہ کسی طرح جائز نہ ہوتا (۱۲)

چنانچہ کنز العمال میں ہے:

''اصاب الناس سنة فقالوا یا رسول اللہ سعر لنا قال لا یسالنی اللہ عن سنة احدثتها علیکم لم یامرنی بها ولکن سلوا اللہ من فضله'' (۱۳)

(لوگ قحط کے شکار ہوئے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے لئے نرخ مقرر کر دیجیے- آپ ﷺ نے فرمایا نہیں' اللہ مجھ سے ایسے طریقہ کے بارے

میں جواب طلب کرے گا جس کا اس نے مجھے حکم نہ دیا ہو اور میں اسے اپنی طرف سے اختراع کرلوں بلکہ تم اللہ سے اس کے فضل کیلئے دعا کرو)

مذکورہ بالا احادیث کے ساتھ ان دو حقیقتوں کو - یہ کہ مدینہ منورہ میں غلہ باہر سے آتا تھا اور یہ موقع قحط کا موقع تھا - سامنے رکھ کر غور کریں تو نبی اکرم ﷺ کے نرخ مقرر کرنے سے انکار کرنے کا سبب واضح ہو جاتا ہے اور اس حکم کا تعلق جن حالات سے ہے وہ متعین ہو جاتے ہیں - آپ ﷺ نے جو فرمایا کہ اللہ سے اس کے فضل و کرم کی دعا کرو یا یہ کہ میں دعا کروں گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ رحم فرمائے - قحط دور ہو اور پیداوار بڑھے تو وہ سبب ہی دور ہو جائے گا جس کے باعث نرخ گراں ہو گئے اور نرخ خود بخود ارزاں ہو جائیں گے -

امام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب ''الحسبة فی الاسلام'' میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے جس کا خلاصہ ذیل کے نکات ہیں:

۱- نبی اکرم ﷺ کے باوجود مطالبہ کے نرخ متعین نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جن حالات میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا ان میں ایسا کرنا مناسب نہ تھا چونکہ گرانی کے اسباب چند قدرتی عوامل تھے نہ کہ تاجروں کی نفع اندوزی - لہذا ان حالات میں تسعیر تاجروں پر ظلم ہوتا اور مفاد عامہ کیلئے بھی مضر ہوتا -

۲- تسعیر کے باب میں مروی احادیث سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہے کہ کسی حالت میں بھی اشیاء کے نرخ نہیں مقرر کئے جا سکتے -

۳- اس بات پر فقہاء اسلام کا اتفاق ہے کہ جس فرد پر کسی چیز کو فروخت کرنا شرعاً واجب ہو اسے اس چیز کو ایک متعین قیمت (ثمن مثل) پر فروخت کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے -

۴- اشیائے ضرورت کا احتکار کرنے والے تاجر اور ایسے پیدا کنندگان یا تاجر جو اجارہ دارانہ حیثیت رکھتے ہوں مذکورہ بالا اصول کے تحت آ جاتے ہیں -

۵- تمام ضرورت کی اشیاء جن تاجروں کے پاس ہوں انہیں ان کو اشیاء کو ایک متعین قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے - یہ قیمت اسی طرح مقرر کی جانی چاہیے کہ ان تاجروں کو اپنی لاگت پر معروف شرح کے مطابق نفع بھی مل جائے -

۶- مذکورہ بالا اصولوں کا اطلاق جس طرح اشیاء پر ہوتا ہے - اسی طرح محنت اور دوسری خدمات پر بھی ہوتا ہے -

۷- اس اصول کے تحت جس طرح خریداروں کو فروخت کنندگان کے ظلم اور ضرر رسانی سے بچانے کا اہتمام کیا جائے گا اسی طرح فروخت کنندگان کو خریداروں کی ضرر رسانی اور ظلم سے بچانے

کا اہتمام بھی کیا جائے گا۔

۸۔ ریاست کو تسعیر کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ مصالح عامہ اور ضرورت کی بنیاد پر کرنا چاہیے۔ یہ اقدام اسی صورت میں مناسب ہوگا جب مصالح کے تحفظ اور ضرورت کی تکمیل کیلئے ایسا کرنا ناگزیر ہو۔ (۱۴)

امام ابن تیمیہؒ نے یہ بحث اس نتیجہ پر ختم کی ہے کہ:

''جب عوام الناس کی ضرورت قیمتوں کے منصفانہ تعین کے بغیر پوری نہ ہو سکتی ہو تو ان کیلئے ایسی قیمتیں مقرر کر دی جائیں گی جو عدل پر مبنی ہوں۔ بغیر کسی کمی یا زیادتی کے۔'' (۱۵)

اگر گرانی کے اسباب مصنوعی ہوں تو تسعیر جائز ہے

قدرتی اسباب کے علاوہ گرانی کے کچھ مصنوعی اسباب بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً اجارہ داری، احتکار، بے جا نفع اندوزی وغیرہ۔

فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر گرانی کے اسباب مصنوعی ہوں تو حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مفاد عامہ کی خاطر تاجروں کو قیمت مثل پر اشیاء فروخت کرنے پر مجبور کرے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں گرانی کے اسباب یہ نہیں تھے۔ اس لئے آپ ﷺ نے نرخ مقرر نہیں کیے۔ ھدایہ میں ہے:

''ان کان ارباب الطعام یتحکمون ویتعدون عن القیمۃ تعدیا فاحشا وعجز القاضی عن صیانۃ حقوق السملمین الا بالتسعیر فحینئذ لاباس بہ بمشورۃ من اھل الرای والبصیرۃ'' (۱۷)

(اگر تاجر ڈھٹائی پر اتر آئیں اور قیمتوں میں کھلی زیادتی کرنے لگیں اور حاکم وقت مسلمان صارفین کے حقوق کا تحفظ قیمتوں میں کنٹرول کرنے ہی میں سمجھے تو اہل رائے اور اہل علم و دانش حضرات کے مشورہ سے قیمتوں پر کنٹرول کر سکتا ہے''

امام ابو حنیفہؒ بھی ان حالات میں تسعیر کی اجازت دیتے ہیں۔ ان کا موقف یہ ہے کہ:

''اگر غلہ کے مالکان اجارہ دار بن کر قیمت مثل سے زائد تجاوز کرنے لگے ہوں اور قاضی تسعیر کے بغیر مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ سے عاجز ہو جائے تو اہل رائے اور اہل نظر لوگوں کے مشورے سے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں'' (۱۸)

امام محمدؒ فرماتے ہیں:

''ہماری یہی رائے ہے کہ عام حالات میں مسلمانوں پر قیمتوں کا کنٹرول نہ کیا

جائے البتہ خاص حالات میں گراں فروشوں سے کہا جائے کہ فلاں فلاں قیمت پر بیچو اور انہیں مجبور کیا جائے گا" (۱۹)

اور روایت میں یہ واقعہ بھی ملتا ہے کہ:

"امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کا گزر ایک دکاندار حاطب بن ابی بلتعہ کے پاس سے ہوا- وہ بازار میں منقی بیچ رہے تھے- حضرت عمرؓ نے انہیں فرمایا کہ منقی کا نرخ زیادہ سستا کرو ورنہ ہمارے بازار سے دکان اٹھالو" (۲۰)

اسی طرح محمد فہیم عثمانی نے اپنے مقالہ "گرانی کے مصنوعی عوامل اسلام کی نظر میں" کے اندر گرانی کے مصنوعی اسباب پر مفصل بحث کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اگر گرانی کے اسباب مصنوعی ہوں تو تسعیر جائز ہے- (۲۱)

پاکستان کے معاشی حالات میں تسعیر کا انطباق اور اثرات

قانون بیع مال ۱۹۳۰ء (Sale of Goods Act) یکم جولائی ۱۹۳۰ء کو نافذ ہوا' پاکستان بننے کے بعد اس قانون کو من وعن اپنالیا گیا اور قرار دیا گیا کہ یہ قانون پورے پاکستان پر نافذ العمل ہوگا-

قانون بیع مال ۱۹۳۰ء سات ابواب پر مشتمل ہے اور اس میں کل چھیاسٹھ (۶۶) دفعات شامل ہیں- اس قانون کے باب نمبر ۲ دفعہ ۹ کے مطابق معاہدہ بیع میں مال کی قیمت کا تعین کیا جاسکتا ہے اور قیمت کے تعین کو ملتوی بھی کیا جاسکتا ہے- (۲۲) یعنی اسے کاروباری لین دین کے دوران بھی مقرر کیا جاسکتا ہے- اگر معاہدہ میں قیمت کا تعین نہ کیا گیا ہو تو مشتری بائع کو مناسب قیمت ادا کرے گا جس کا تعین ہر معاملہ کے حالات وواقعات سے کیا جاسکتا ہے- اس قانون کے مطابق تعین قیمت کے حسب ذیل طریقے وجود میں آتے ہیں:

۱- تعین بذریعہ معاہدہ
۲- تعین بذریعہ طریق معمول مابین فریقین
۳- تعین بذریعہ مناسب یا معقول قیمت
۴- تعین بذریعہ قاعدہ مندرج معاہدہ
۵- تعین بذریعہ شخص ثالث کی تشخیص مالیت

پاکستان میں مذکورہ بالا طرق تعین قیمت ہی رائج ہیں- جب ہم مذکورہ طرق اور پاکستان میں موجود مہنگائی کا بنظر عمیق جائزہ لیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ وطن عزیز میں مہنگائی کے اسباب مصنوعی ہیں- کاروباری حضرات بالعموم بے جا نفع اندوزی کے لئے احتکار' اجارہ داری وغیرہ کا سہارا لیتے ہیں

اگرہم تسعیر کا سہارا لیں اور مختلف اشیاء کی قیمتیں اس طرح مقرر کردی جائیں کہ تاجروں کو خسارہ نہ اٹھانا پڑے اور احتساب کا محکمہ قیمتوں پر کڑی نظر رکھے' احتکار اور چور بازاری کا سختی سے خاتمہ ہو تو مہنگائی کے مسئلہ پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

خلاصہ بحث

احادیث مبارکہ اور فقہاء وائمہ کی آراء کا بنظر غائر مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اسلامی ریاست مفاد عامہ کے تحفظ اور اجتماعی مصالح کی ترویج کیلئے ناگزیر حالات میں قیمتوں' اجرتوں' کرایوں' لگان اور نفع کی شرحیں مقرر کرسکتی ہے۔ البتہ تسعیر کا فیصلہ کرنے سے پہلے ضروری ہوگا کہ ان حالات کا تفصیلی تجزیہ کیا جائے جو گرانی کا سبب بنے' اور تسعیر ان حالات میں ہی مناسب ہے جب اشیاء کے نرخ کی گرانی کا سبب احتکار کرنے والوں یا اجارہ داروں کی نفع اندوزی ہو اور اسی طرح نرخ مقرر کرنے میں اہل الرائے اور تاجروں سے مشورہ کرلیا جائے۔ کیونکہ نرخ مقرر کرنے کا اصل منشاء حد اعتدال سے بڑھتی ہوئی نفع اندوزی کا سدباب ہے اور اسی طرح تسعیر کے باب میں مروی احادیث سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہے کہ کسی حالت میں بھی اشیاء کے نرخ مقرر نہیں کئے جاسکتے۔

وماتوفیقی الاباللہ

حوالہ جات

۱۔ مقاییس اللغۃ از ابن فارس، مادہ ''س ع ر'' ج ۳ ص ۷۵

۲۔ لسان العرب از ابن منظور الافریقی، مادہ ''س ع ر''

۳۔ اسلام اور جدید اقتصادی نظریات از منور حسین چیمہ، ص ۴۵۳ نصرت پریس، لاہور، یکم جنوری ۱۹۸۸ء تا ۱۰ جون ۱۹۹۰ء

۴۔ الاشباہ والنظائر از ابن نجیم الحنفی، ص ۱۲۱-۱۲۹، ابن نجیم نے ازالہ ضرر پر اس جامع بحث میں تسعیر کے جواز کا بھی ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں مصدر سابق ص ۱۲۴

۵۔ مصدر سابق ص ۱۲۵

۶۔ سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب التسعیر

۷۔ مصدر سابق، کتاب و باب سابق ایضاً، ترمذی کتاب البیوع، ابن ماجہ، باب التجارات

۸۔ کتاب الخراج، از امام ابو یوسف، ص ۵۸

۹۔ مصدر سابق وصفحہ سابق

۱۰۔ المغنی لابن قدامہ تحقیق طہ محمد الزینی، ج ۴ ص ۱۶۴

۱۱۔ مصدر سابق، ص ۱۶۴

۱۲۔ اسلام کا نظریہ ملکیت، از ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، ج ۲ ص ۱۸۷-۱۸۸

۱۳۔ طبرانی کبیر بحوالہ کنز العمال ج ۲، حدیث نمبر ۴۶۳۱

۱۴۔ الحسبۃ فی الاسلام از ابن تیمیہ ص ۱۴-۳۷، مطبع مؤید مصر ۱۳۱۸ھ

۱۵۔ مصدر سابق، ص ۳۷

۱۶۔ الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ لابن قیم، ص ۲۲۳-۲۲۴، مطبعۃ الآداب والمؤید مصر، ۱۳۱۷ھ

۱۷۔ الھدایۃ ۴/۲/۴۷ باب الکراھیۃ از ابو بکر المرغینانی

۱۸۔ تسعیر کی فقہی حیثیت از مولانا محمد تقی عثمانی، ماہنامہ البلاغ، شمارہ......، ص ۲۸-۲۹

۱۹۔ مؤطا امام محمد، ص ۳۴۱، معاشیات نظام مصطفیٰ از مفتی غلام سرور قادری، ص ۱۸۶، مصطفیٰ اکیڈمی، بادامی باغ، لاہور ۱۹۷۸ء

۲۰۔ مصدر سابق، ص ۱۸۶

۲۱۔ گرانی کے مصنوعی عوامل اسلام کی نظر میں، از محمد فہیم عثمانی، ماہنامہ البلاغ، ص ۴۰-۴۹، محرم ۱۳۹۱ھ

۲۲۔ قانون بیع مال از ملک ارشاد احمد ایڈووکیٹ، ص ۱۱